

پاک افغان جنگ، آپریشن غضب للحق جاری ہے

آخری دہشتگرد کے خاتمے تک

محمد زکریا
(مصنف، کالم نگار ہیں اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں)





جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا کے سنگم پر واقع پاکستان اور افغانستان کے تعلقات ہمیشہ سے پیچیدہ اور حساس رہے ہیں۔ تاریخ، جغرافیہ، قبائلی روابط اور عالمی سیاست نے ان تعلقات کو بارہا متاثر کیا ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں جب افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو بہت سے مبصرین کو امید تھی کہ دونوں ہمسایہ ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری آئے گی اور سرحدی سلامتی کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ مگر اس کے برعکس حالیہ مہینوں میں پاک افغان سرحد پر کشیدگی میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جس نے نہ صرف دونوں ممالک کے تعلقات کو متاثر کیا ہے بلکہ پورے خطے کی سیاست کو بھی نئی سمت دے دی ہے۔ اسی پس منظر میں پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف ایک سخت اور فیصلہ کن کارروائی کے طور پر آپریشن غضب للحق کا آغاز کیا ہے۔ اس آپریشن نے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کو ایک نازک موڑ پر لا کھڑا کیا ہے۔ سرحدی جھڑپیں، سفارتی بیانات، تجارتی بندش اور عالمی ردعمل اس بحران کے اہم پہلو بن چکے ہیں۔

1979 میں سوویت یونین کی افغانستان میں مداخلت کے بعد پاکستان نے افغان مجاہدین کی مدد کی اور لاکھوں افغان مہاجرین کو اپنے ملک میں پناہ دی۔ اس جنگ کے بعد خطے میں طاقت کا توازن بدل گیا۔ 2001 میں نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے افغانستان میں جنگ شروع کی تو پاکستان ایک اہم اتحادی کے طور پر سامنے آیا۔ مگر اس دوران بھی سرحدی دہشت گردی، عسکریت پسندی اور پناہ گاہوں کے الزامات دونوں ممالک کے تعلقات پر سایہ فگن رہے۔ 2021 میں جب امریکہ نے افغانستان سے انخلا کیا اور طالبان دوبارہ اقتدار میں آئے تو خطے میں ایک نئی سیاسی حقیقت وجود میں آئی۔ پاکستان کو امید تھی کہ طالبان حکومت سرحدی سلامتی کے مسائل حل کرنے میں تعاون کرے گی،

مگر وقت گزرنے کے ساتھ یہ توقعات پوری نہ ہوسکیں۔

2025 کے آخر اور 2026 کے آغاز میں پاکستان کے مختلف علاقوں میں دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ پاکستانی حکام کے مطابق ان حملوں میں ملوث عناصر افغانستان کی سرزمین استعمال کر رہے تھے۔ پاکستان نے بارہا افغان طالبان حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی سرزمین کو پاکستان کے خلاف استعمال ہونے سے روکیں۔ پاکستانی حکام کا کہنا تھا کہ تحریک طالبان پاکستان کے کئی جنگجو افغانستان کے مختلف علاقوں میں موجود ہیں اور وہیں سے کارروائیاں کرتے ہیں۔ افغان طالبان نے ان الزامات کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان کسی بھی ملک کے خلاف اپنی سرزمین استعمال نہیں ہونے دے گا۔ مگر حالات اس وقت مزید کشیدہ ہوگئے جب سرحدی علاقوں میں فائرنگ کے واقعات اور جھڑپوں کی اطلاعات سامنے آئیں۔

> پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کی تاریخ قیام پاکستان سے بھی پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان سرحد جسے ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے، 1893 میں برطانوی ہندوستان اور افغان امیر عبدالرحمٰن خان کے درمیان طے پائی تھی۔ یہی سرحد بعد میں پاکستان اور افغانستان کے درمیان بین الاقوامی سرحد بن گئی۔ افغانستان وہ واحد ملک تھا جس نے 1947 میں پاکستان کے قیام کے وقت اقوام متحدہ میں پاکستان کی رکنیت کی مخالفت کی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ ڈیورنڈ لائن کا مسئلہ تھا جسے افغانستان نے مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے تعلقات میں کبھی بہتری آئی اور کبھی کشیدگی پیدا ہوئی۔

دنیا کو ایک اور نائن الیون کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ انھیں اس معاملے کو ترجیحی بنیادوں پر دیکھنا ہوگا اور ان کے متعلق کوئی پالیسی اپنانی ہوگی۔ پاکستان کے لیے یہ مشکل وقت ہے اور پاکستان کو شدت پسندی کے خلاف یہ جنگ ہر صورت میں جیتنا ہے کیونکہ اس جنگ کو جیتنے کے علاوہ پاکستان کے پاس کوئی اور آپشن نہیں ہے کیونکہ افغانستان میں پاکستان کے خلاف سرگرم جنگجوؤں کو بھارت کی جانب سے بھرپور حمایت اور مالی معاونت حاصل ہے۔

دونوں ممالک کے مابین اس وقت سفارتی اور تجارتی تعلقات بالکل منجمد ہیں۔ پاکستان ہمسائیوں سے تعلقات بات چیت اور نان کائنیٹک آپریشنز کے ذریعہ بہتر کرنا چاہتا ہے لیکن پاکستان کی شکایات دور کرنا تو دور کی بات ہے افغان طالبان پاکستان میں ہونے والے دہشت گرد حملوں کی مذمت بھی نہیں کرتے ہیں۔ افغان طالبان نے کبھی یہ عزم بھی ظاہر نہیں کیا کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں، پاکستان بات چیت کرنا چاہتا ہے لیکن یہ روابط دوطرفہ ہوتے ہیں یکطرفہ نہیں اور پاکستان ہر ممکن طریقے سے اپنی عوام کو محفوظ بنانے کیلئے پرعزم ہے۔ نا صرف پاکستان بلکہ تاجکستان جیسے خطے کے دیگر ممالک بھی افغان طالبان سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ افغان سرزمین میں موجود شدت پسندوں کے خلاف ایکشن لیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ افغان طالبان اس بات کو سمجھ ہی نہیں رہے ہیں کہ یہ کوئی مسئلہ ہے۔

ترکی اور قطر میں ہونے والے مذاکرات میں پاکستان نے دہشتگردی کے ثبوت بھی پیش کیے لیکن افغان طالبان اس بات آمادہ نہیں ہیں کہ کچھ غلط نہیں ہے، تو پھر بات چیت کیسے آگے بڑھ سکتی ہے؟ پاکستان صرف یہ چاہتا ہے کہ افغانستان میں طالبان ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر دنیا سے کیے گئے اپنے وعدہ پورے کرے۔



ڈی جی آئی ایس پی آر نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ آپریشن غضب للحق میں دہشتگردوں کی پناہ گاہیں اور اسلحہ ڈپو تباہ کیے گئے ہیں۔ وزیراعظم اور سول لیڈرشپ کے حکم کے مطابق یہ آپریشن جاری رہے گا اور ہم مطلوبہ اہداف حاصل کر رہے ہیں۔ افغان رجیم کو پاکستان اور دہشتگرد گروہوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ پاک فوج نے طالبان سمیت دیگر دشمنوں پر واضح کر دیا ہے کہ ہمارا انتخاب بہت واضح ہے اور وہ ہے پاکستان، اس کی سکیورٹی اور عوام کا تحفظ اور ناموس۔

آپریشن غضب للحق کا بنیادی مقصد سرحد پار دہشت گردی کا خاتمہ اور پاکستان کے خلاف سرگرم دہشت گرد نیٹ ورکس کو ختم کرنا ہے۔ پاکستانی حکام کا کہنا ہے کہ یہ کارروائی دفاعی نوعیت کی ہے اور اس کا مقصد افغانستان کی خودمختاری کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ پاکستان کی قومی سلامتی کو یقینی بنانا ہے۔ اس آپریشن کے دوران پاکستان نے سرحد کے قریب موجود مبینہ دہشت گرد ٹھکانوں کو نشانہ بنایا ہے۔ اطلاعات کے مطابق فضائی اور زمینی دونوں نوعیت کی کارروائیاں کی گئی ہیں۔ پاکستانی فوج کے مطابق ان کارروائیوں میں دہشت گردوں کے کئی ٹھکانے تباہ

کیے گئے ہیں اوران کے نیٹ ورک کو شدید نقصان پہنچایا گیا ہے۔

بھارت اور افغانستان کے گٹھ جوڑ کو بے نقاب کرتے ہوئے پاکستان نے کہا ہے کہ انسداد دہشت گردی اقدامات افغان عوام کے خلاف نہیں بلکہ افغان سرزمین سے پیدا ہونے والے خطرات کو ختم کرنے کے لیے ہیں۔ دنیا کو ایسے ملک سے لیکچر لینے کی ضرورت نہیں جو مسلسل بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ بھارت ایک ایسی ریاست ہے جو غیر قانونی قبضے، اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی، کشمیر میں ریاستی دہشت گردی، اقلیتوں کو نشانہ بنانے اور جھوٹے پروپیگنڈے کو ریاستی پالیسی کے طور پر استعمال کرنے کی مرتکب ہے۔ پاکستان ،افغان طالبان کو بارہا مفاہمت کی پیشکش کر چکا ہے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔ آج افغانستان دہشت گرد گروہوں اوران کے حمایتی نیٹ ورکس کی پناہ گاہ بن چکا ہے۔

پاکستانی حکومت اور عسکری قیادت کا کہنا ہے کہ پاکستان کو اپنی سرزمین اور شہریوں کے تحفظ کا مکمل حق حاصل ہے۔ پاکستانی حکام کے مطابق اگر کسی ملک کی سرزمین پاکستان کے خلاف دہشت گردی کے لیے استعمال ہو رہی ہو تو پاکستان کو اپنے دفاع کے لیے اقدامات کرنے کا حق حاصل ہے۔ پاکستان نے یہ بھی کہا کہ افغانستان میں موجود دہشت گرد عناصر نہ صرف پاکستان بلکہ پورے خطے کے لیے خطرہ ہیں۔ پاکستانی تجزیہ کاروں کے مطابق اگر ان گروہوں کے خلاف بروقت کارروائی نہ کی جاتی تو پاکستان کے اندر دہشت گردی مزید بڑھ سکتی تھی۔

> پاکستان دہشت گردوں اور دنیا کے مابین ایک دیوار ہے اور بار بار ہونے والے حملے اس دیوار کو کمزور کر رہے ہیں۔ دہشت گردوں کا ہدف صرف کوئٹہ اور لاہور نہیں ہے بلکہ یہ لندن اور نیویارک تک ہے اور یہ ہم سے ہو کر پہنچیں گے۔ داعش اور ٹی ٹی پی خطے کے علاقائی ممالک کے ساتھ ساتھ روس اور دنیا کے لیے بھی خطرہ ہیں۔ ایسی اطلاعات ہیں کہ شام کا محاذ بند ہونے کے بعد مشرقِ وسطیٰ میں موجود جنگجو افغانستان کا رُخ کر رہے ہیں اور ایسے میں کسی بڑے حملے کے خطرے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ افغانستان میں ایک ایسا گروہ حکومت کر رہا ہے، جس نے نا صرف وہاں کے عوام کی زندگی مشکل کر دی ہے بلکہ یہ دنیا بھر کے لیے خطرہ بن چکا ہے۔

پاکستان نے افغان طالبان پر یہ واضح کر دیا ہے کہ انھیں پاکستان یا دہشت گرد تنظیموں کے درمیان ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ انتہائی واضح، نمایاں اور قابل تصدیق اقدامات کے ذریعے افغان طالبان کو یہ انتخاب کرنا ہوگا۔ وہ پاکستان میں کارروائیاں کرنے والی دہشت گرد تنظیموں کی قیادت کو پاکستان کے حوالے کرے اوران کے خلاف عملی اقدامات کرے جو نظر بھی آئیں اور قابل تصدیق بھی ہوں۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا پاکستان کی کارروائیاں جاری رہیں گی۔ افغان طالبان حکومت کے مختلف دہشت گرد گروہوں کے ساتھ قریبی روابط ہیں اور افغان سرزمین پاکستان کے اندر دہشت گردوں کی کارروائیوں میں استعمال ہو چکی ہے جن میں بے شمار عام افراد اور سکیورٹی اہلکار مارے گئے ہیں۔

آپریشن کے بعد سرحدی علاقوں میں کشیدگی میں مزید اضافہ دیکھا گیا ہے۔ دونوں جانب سے فائرنگ اور جھڑپوں کی اطلاعات سامنے آئی ہیں۔ سرحدی علاقوں میں رہنے والے عام شہری اس صورتحال سے شدید متاثر ہوئے ہیں۔ کئی علاقوں میں لوگوں کو نقل مکانی پر مجبور ہونا پڑا۔ بعض رپورٹس کے مطابق سرحدی دیہات میں گھروں اور املاک کو نقصان پہنچا جبکہ کئی افراد زخمی بھی ہوئے ہیں۔ یہ صورتحال دونوں ممالک کے لیے ایک بڑا انسانی اور سیکیورٹی چیلنج بن گئی ہے۔

کابل میں 16 مارچ کی شب ہونے والے فضائی حملے کے نتیجے میں منشیات کے عادی افراد کی بحالی کے مرکز کی تباہی کے بعد ملبے کو ہٹانے اور مزید ممکنہ زخمیوں اور لاشوں کو نکالنے کا کام تاحال جاری ہے۔ افغان طالبان نے 'امید ایڈیکشن ٹریٹمنٹ ہسپتال' پر ہونے والے اس حملے کا الزام پاکستان پر عائد کیا ہے جبکہ پاکستان نے اس کی تردید کی ہے۔ دوسری جانب اقوام متحدہ نے پیر کی شب منشیات بحالی مرکز پر حملے کی



فوری، آزاد اور شفاف تحقیقات کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ ذمہ دار افراد کو قانون کے مطابق جوابدہ ٹھہرایا جانا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ طالبان حکومت کے ترجمان نے الزام عائد کیا ہے کہ نشے کے عادی افراد کے بحالی مرکز کو 16 مارچ کی شام پاکستان کی جانب سے کیے گئے ایک فضائی حملے میں نشانہ بنایا گیا ہے تاہم پاکستان نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے دعویٰ کیا پاکستان کی جانب سے پیر کی شام کیے گئے فضائی حملے میں کابل اور مشرقی افغان صوبے ننگرہار میں فوجی تنصیبات اور 'دہشت گردوں کے مراکز' کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

پاک افغان کشیدگی کا ایک بڑا اثر سرحدی تجارت پر بھی پڑا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان تجارت کا بڑا حصہ زمینی راستوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ طورخم اور چمن بارڈر اس تجارت کے اہم مراکز ہیں۔ جب سرحدی کشیدگی بڑھی تو کئی مواقع پر سرحدی راستے بند کر دیے گئے۔ اس کے نتیجے میں سینکڑوں ٹرک سرحد کے دونوں اطراف پھنس گئے۔ افغانستان چونکہ ایک خشکی سے گھرا ہوا ملک ہے اس لیے اس کی تجارت کا بڑا حصہ پاکستان کے راستے ہوتا ہے۔ سرحد بند ہونے سے افغانستان میں اشیائے خوردونوش اور دیگر ضروری سامان کی قلت پیدا ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا۔ پاکستانی تاجروں کو بھی اس صورتحال سے نقصان پہنچا کیونکہ افغانستان پاکستان کی برآمدات کے لیے ایک اہم منڈی ہے۔

سرحدی کشیدگی کے باعث مقامی آبادی کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کئی خاندان اپنے گھروں سے نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ سرحدی علاقوں میں کاروبار متاثر ہوئے ہیں اور روزگار کے مواقع بھی کم ہوگئے ہیں۔ عام شہریوں کے لیے زندگی مزید مشکل ہوگئی ہے۔ کئی ممالک اور عالمی اداروں نے دونوں ممالک سے تحمل اور مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی اپیل کی ہے۔ علاقائی استحکام کے حوالے سے چین، ایران اور وسطی ایشیائی ممالک بھی اس صورتحال میں دلچسپی رکھتے ہیں کیونکہ اس کشیدگی کا اثر پورے خطے پر پڑسکتا ہے۔

پاکستان افغانستان میں سرحد کے قریب علاقوں میں ان فوجی تنصیبات کو تباہ کر رہا ہے جہاں سے ٹی ٹی پی اور دہشت گرد تنظیموں کی کارروائیوں کو لانچ کیا جاتا تھا۔ ساتھ ہی پاکستان ان سرحدی چوکیوں کو بھی تباہ کر رہا ہے جہاں سے پاکستان کے خلاف افغانستان کی طرف سے ہر بار فوجی کارروائی کی جاتی ہے۔ حالیہ کشیدگی کے دوران بھی ان چوکیوں سے پاکستان پر حملے کیے گئے ہیں۔ تجزیہ کاروں کے مطابق ان کارروائیوں کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ ان علاقوں میں افغان طالبان کو اس پوزیشن میں لایا جائے کہ وہ مستقبل میں اس کے لیے سکیورٹی چیلنج نہ بنیں۔ طالبان نے اپنی ڈیڑھ لاکھ کے قریب فوج کھڑی کر رکھی ہے جس کے پاس سات ارب ڈالر مالیت کا وہ اسلحہ موجود ہے جو امریکہ پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ بلوچ لبریشن آرمی کے ٹھکانے جو شمال کی جانب موجود ہیں، ان کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ تاحال پاکستانی کارروائیوں میں کسی بڑے دہشت گرد کمانڈر کے نہ مرنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ محفوظ مقامات پر چھپے ہوئے ہیں۔

پاکستان اور افغانستان کے درمیان جاری تناؤ کی روک تھام کیلئے چین کی جانب سے سنجیدہ کاوشیں بروئے کار لائی جارہی ہیں۔ مگر چین کیلئے یہ مہم کسی بھی طرح آسان دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ ایک طرف افغانستان ہے جو یہ تسلیم کرنے سے ہی انکاری ہے کہ کالعدم تحریک طالبان پاکستان کی اس کی سرزمین پر موجودگی ہے۔ طالبان کا کہنا ہے کہ یہ پاکستان کا اندرونی مسئلہ ہے اور اس کا موقف ہے کہ پاکستان اس کو افغانستان پر مسلط کر کے اپنے اندرونی مسائل سے جان چھڑوا رہا ہے۔ جبکہ دوسری طرف پاکستان کا موقف ہے کہ افغانستان ٹی ٹی پی اور دہشت گرد گروپوں کو سہولت فراہم کر رہا ہے، انھیں مالی اور تکنیکی مدد فراہم کر رہا اور انھیں محفوظ پناہ گاہیں فراہم کر رہا ہے۔ دہشت گرد پاکستان

میں کارروائیاں کرتے ہیں جس میں عام لوگ اور فوجی اہلکار شہید ہو رہے ہیں۔ اگر تو چین دونوں ملکوں کے ان بنیادی موقف کے فرق کو ختم کروا سکتا ہے تو پھر تو اس کو ثالثی میں اس کو کامیابی مل سکتی ہے لیکن ایسا ہونا مشکل نظر آ رہا ہے۔



اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چین کا اثر و رسوخ دونوں ملکوں پر بہت زیادہ ہے لیکن کوئی بھی اثر و رسوخ کسی ملک کی قومی سلامتی کی قیمت پر نہیں لیا جاتا۔ اگر افغان طالبان کی سوچ کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے تو وہ ٹی ٹی پی کو چھوڑنا اپنے بنیادی نظریات کے منافی سمجھتے ہیں جو کہ ان کی سیاسی موت ہوگی۔ ان کو ساتھ رکھنا افغان طالبان کو ایک نظریاتی جواز فراہم کرتا ہے۔ افغان طالبان ہمیشہ سے بیرونی حملہ آوروں کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے لوگوں کے سامنے خود کو کمزور نہیں دکھا سکتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ پاکستان نے ان پر کچھ بم گرائے اور وہ کہیں کہ ہم ٹی ٹی پی کو آپ کے حوالے کر رہے ہیں۔ تاہم وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے قبل سعودی عرب کی طرح چین بھی یہی کوشش کرے گا کہ دونوں ممالک کو زیادہ بڑے مسائل ایک طرف رکھ کر پہلے فوری نوعیت کے مسائل کو حل کرنے پر قائل کیا جائے۔

پاک افغان کشیدگی صرف دو ممالک کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کے اثرات پورے خطے پر پڑ سکتے ہیں۔ اگر یہ کشیدگی طویل عرصے تک جاری رہتی ہے تو اس سے جنوبی اور وسطی ایشیا میں عدم استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ علاقائی تجارت، اقتصادی منصوبے اور سیکیورٹی تعاون سب متاثر ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے ماہرین کا کہنا ہے کہ دونوں ممالک کو جلد از جلد مذاکرات کے ذریعے مسائل حل کرنے ہوں گے۔ ماہرین کے مطابق پاک افغان کشیدگی کا مستقل حل صرف فوجی کارروائی نہیں بلکہ سفارت کاری اور تعاون میں ہے۔ دونوں ممالک کو چاہیے کہ وہ سرحدی سلامتی کے لیے



مشترکہ میکانزم قائم کریں اور دہشت گردی کے خلاف ٹھوس اقدامات اٹھائے جائیں۔ اقتصادی تعاون اور تجارت کو بھی فروغ دیا جانا چاہیے تاکہ دونوں ممالک کے عوام کو فائدہ ہو۔

اگر دونوں ممالک دانشمندی سے کام لیں اور مذاکرات کا راستہ اختیار کریں تو نہ صرف اس بحران کو ختم کیا جا سکتا ہے بلکہ پورے خطے میں امن اور استحکام کو بھی فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اس سے قبل اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی رپورٹ نے افغانستان میں داعش خراسان، تحریک طالبان پاکستان اور القاعدہ سمیت متعدد شدت پسند تنظیموں کی موجودگی کی تصدیق کی ہے۔ پاکستان کے علاوہ افغانستان کے دیگر ہمسایہ ممالک جیسا کہ تاجکستان، ایران، ازبکستان اور چین بھی افغانستان میں شدت پسند تنظیموں کی موجودگی پر پریشان دکھائی دیتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ افغان طالبان، پاکستان کے مسائل کا ادراک کرتے ہوئے ٹی ٹی پی کیخلاف ازخود سخت کارروائی کریں، افغانستان میں شدت پسند گروہوں کی موجودگی نہ صرف پاکستان میں دہشتگردی کی بڑی وجہ ہے بلکہ عالمی امن کیلئے بھی بڑا خطرہ ہے۔ پرامن بقائے باہمی کا تقاضا ہے کہ افغان سرزمین کسی بھی ملک کیخلاف استعمال نہ ہو۔ افغانستان ایک اہم تجارتی شاہراہ کے طور پر جنوبی ایشیا کو ازبکستان، ترکمانستان، آذربائیجان سمیت دیگر ممالک کے ساتھ جوڑ سکتا ہے۔ افغان طالبان کو تخریبی سوچ کی بجائے تعمیری سوچ اپنانا ہوگی۔ پاکستان کی جانب سے ناقابل تردید دہشتگردی کے ثبوتوں کے باوجود ٹی ٹی پی اور بی ایل اے کے دہشتگردوں کو محفوظ پناہ گاہیں فراہم کرنا کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے۔ افغانستان کو خودکش حملوں کی پشت پناہی اور دیگر انتہا پسندانہ اقدام کو ترک کر کے، ذمہ دار ریاست کے طور پر مذاکرات کی میز پر تمام تصفیہ طلب مسائل کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ بھارت کی پراکسی بننے کی بجائے اچھے ہمسائے بنیں، ترقی کیلئے سازگار ماحول تشکیل کریں اور پاکستان کے احسانات کا بدلہ خونریزی کی بجائے اخوت و بھائی چارے کی صورت میں دیں۔ معصوم افراد کا قتل عام کسی صورت بھی اسلام یا افغان قوم کی خدمت نہیں ہے۔ انتہا پسندانہ عزائم کو چھوڑ کر، دوستانہ ماحول اپنانا ہوگا تاکہ تمام خطے میں ترقی و خوشحالی کی راہیں ہموار کی جا سکیں۔